

# دوستی ایسا نانا

شیم فضل حلق

میں اور شہاب آپس میں گہرے دوست تھے۔  
 یوں سمجھیں کہ ایک جان دو قالب تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ  
 ہماری دوستی کیسے شروع ہوئی تھی میں نے تو جب سے شعور  
 کی دنیا میں آنکھ کھولی ہی شہاب کو اپنے آس پاس دیکھا تھا  
 اور شاید تب سے ہمارے درمیان دوستی کا لازوال رشتہ  
 استوار ہو گیا تھا..... ہمارے گھر پاس، پاس تھے۔ ہم  
 دونوں ایک اسکول میں پڑھتے تھے، ایک ساتھ اسکول  
 جاتے تھے اسکول میں بھی ایک ساتھ رہتے اور گھر بھی  
 ایک ساتھ آتے تھے۔ گھر آنے کے بعد ہمارا گھر میں ملنا  
 محال تھا..... کتابیں پھینک، پھینک کر کھانے کے نام پر دو  
 چار نوالے حلق میں ٹھوس کر میں شہاب کے گھر جاتا اگر  
 مجھے جانے میں تھوڑی دیر ہو جاتی تو وہ آ جاتا پھر ہم دونوں







## اُو کہ ہم

سنو  
آؤ کہ ہم  
اس راہ سنگ چلیں  
جہاں دکھ کا کوئی پتا  
اداسی کا کوئی چہرہ  
دیرانی کا کوئی راستہ نہ ہو  
جہاں ہمارے سنگ  
خوشیاں ہوں  
آؤ کہ موروں کے سنگ چلیں  
جھو میں ہم  
ہر قدم پر ناچیں  
آؤ ساز کے سنگ  
سوز میں ڈوبیں  
بیٹے لحوں کو یاد کریں  
رو کر نہیں  
آؤ کہ ہم  
بس اب ہم خوشیاں منائیں  
کاوش، نرمیں سرحد، سندھ

”یار سعد..... تم جانتے ہو ہم یہاں میریں کرنے نہیں آئے بلکہ ایک خاص مقصد سے آئے ہیں۔ مجھے بہت بے چینی ہو رہی ہے۔ تم جلد سے جلد پھپھو سے بات کر لو۔“

”میری کوشش ہوگی کہ کل ہی بات کر لوں..... ذرا ماحول بھی تو سازگار ملے۔“ میں نے اسے تسلی دی لیکن مجھے یہ بات بڑی عجیب لگ رہی تھی کسی ماں سے اس کی بیٹی کے تعلق ایسی بات کرنا..... مجھے کچھ تو بین آ میزنگ رہی تھا..... لیکن شہاب عشق کی ایسی اسٹج پر تھا کہ اسے کچھ سمجھا نہیں جاسکتا تھا سو میں دل ہی دل میں اس امتحان سے گزرنے کے لیے خود کو تیار کرنے لگا۔

اگلے دن خاصی سردی پڑ رہی تھی..... پھپھو دمپ  
ملھنامہ پاکیزہ۔ اپریل 2018ء 165

کسی کو نہیں..... شہاب کی مزاحیہ انداز میں کہی بات پر سب نے قہقہہ لگایا۔

”نہیں..... شہاب تم تو میرے دل کا ٹکڑا ہو..... اور سعد بھی میرے دل کے بہت قریب ہے..... تم دونوں کے آنے کی خوشی تو بہت زیادہ ہے لیکن تم دونوں کے گھر کے باقی لوگ بھی آ جاتے تو یہ خوشی دوپلا ہو جاتی..... خیر..... پھر سہی.....“ پھر وہ بولیں۔ ”اچھا تم دونوں کمرے میں جا کر فریش ہو جاؤ..... میں کھانا، چائے سب اکٹھا میز پر لگوانی ہوں۔“

ہم دونوں گیٹ روم میں آ گئے..... نوکر ہمارے بیگز پہلے ہی وہاں رکھ گیا تھا..... پھپھو کی یہ چھوٹی سی کوئی لاہور کے دل ٹکڑی میں واقع تھی۔ کوئی بہت آرام دہ پیراستہ تھی..... ہر کمرہ دوسرے سے بڑھ کر تھا..... آرائش کی ساری چیزیں بہت قیمتی تھیں۔ فرنیچر لاکھوں کی مالیت کا تھا۔ ہر کام کے لیے الگ، الگ نوکر تھے۔ گیٹ روم میں استقبالی کی تمام ضروری اشیا تھیں اور ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ واس روم صاف ستھرا جیکگ کر رہا تھا اور اس میں ضرورت کی ساری اشیا موجود تھیں۔ میں حیران ہونے کے ساتھ ساتھ، ساتھ پریشان بھی ہو گیا تھا۔ شہاب اور شائل کی طرز زندگی میں واضح فرق تھا۔ ہم مل کلاس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جبکہ وہ اعلیٰ سوسائٹی کے رہن بہن کے عادی تھے..... اس کے علاوہ شہاب کو ابھی جاب بھی نہیں ملی تھی اور اگر جاب مل بھی جاتی تو اس سے کیا ہوتا..... وہ جاب ہرگز ایسی نہیں ہوتی جس سے وہ شائل کو ایسی زندگی دیتا جس کی وہ عادی تھی..... میں سوچنے لگا کہ اگر ان سب باتوں میں کوئی حوصلہ افزا بات تھی تو یہ کہ شہاب کی پھپھو اپنے بھائی اور اس کے سارے گھرانے سے محبت کرتی تھیں اور شاید ایسی محبت کے طفیل وہ شہاب کا ورثہ شائل کے لیے قبول کر لیں۔

☆☆☆

اگلا سارا دن دسم ہمیں لاہور کی مشہور جگہوں پر گھراتا رہا اس نے ایک فانیو اشار ہوئی میں ہمیں کھانا کھلایا۔ دسم انجینئرنگ کر چکا تھا اور آج کل ایک سرکاری ادارے میں جاب کر رہا تھا۔ لیکن اس دن اس نے پھپھو کی اور سارا دن ہمیں میریں کروا رہا تھا..... اس رات ہم اپنے کمرے میں تنہا ہوئے تو شہاب بولا۔

گھر میں ٹینشن چل رہی ہے، میں چلا گیا تو اماں، ابا کو اچھا نہیں لگے گا۔“

”اور میں..... میرے اندر جو توڑ پھوڑ ہو رہی ہے..... کیا ایک دوست ہونے کے ناتے تم اس کا مداوا نہیں کرو گے؟“ اس نے میری دوستی کو لگا کر۔

”بس..... اب بھانے بھانے بند کر دو..... اور بیک میں ایک دو جوڑے کپڑوں کے رکھ کر تیار ہو جاؤ..... ہم ابھی نکلیں گے.....“ وہ مجھے کی بھی بات کا موع دے بغیر بولا۔

اسی شام ہم ٹرین میں بیٹھے لاہور کی طرف رواں دواں تھے..... راستے میں ہم دونوں اسی مسئلے پر بات چیت کرتے رہے وہ مجھے سمجھا رہا تھا کہ پھپھو سے کیسے بات کرنی ہے جبکہ لاگھڑ ہونے کے باوجود مجھے اس مسئلے پر بات کرنی مشکل لگ رہی تھی لیکن شہاب مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا اور اس کی زندگی بنانے کے لیے میں ایسے بہت سارے ریسک لے سکتا تھا..... رات گئے ہم لاہور پہنچے اور جب ٹیکسی پھپھو کی کوشی کے سامنے رکی تو مجھے جھجک کی گھبراہٹ نے آ گھیرا۔

پھپھو ہمیں دکھ کر بہت حیران ہوئیں پھر بے انتہا خوش بھی ہوئیں اور کہتے ہوئے لمبے لمبے بولیں۔

”ارے..... یہ آج دو، دو چاند کیسے میرے گھر میں اتر آئے ہیں۔“

”بس پھپھو..... یوں سمجھو کہ آپ کی یاد بھی آ رہی تھی اور فارغ بھی تھے سو پروگرام بنالیا آنے کا.....“ شہاب پھپھو کے گلے لگ کر بولا۔

”تم لوگوں نے بہت اچھا کیا..... اب میں جلدی نہیں جانے دوں گی۔“ پھپھو ہنس کر بولیں۔ پھپھو باجی بڑی محبت اور مگر تجوشی سے ملے..... دسم جو ہمارا ہم عمر تھا ہم سے مل کر بہت خوش ہوا..... اور مختلف جگہوں پر جانے کے پروگرام بنانے لگا۔ شائل کالے اور سرخ رنگ کے احراج سے بے لباس میں بہت حسین لگ رہی تھی..... وہ بار بار شہاب سے کہہ رہی تھی۔

”اگر آپ کے ساتھ نوش باجی اور عازہ باجی بھی آ جاتیں تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔“

”اور اگر میرے بھیا اور بھابی بھی آ جاتے تو مجھے اور خوشی ہوتی۔“ پھپھو ہنس کر بولیں۔

”گویا ہمارے آنے کی خوشی صرف دسم کو ہوگی اور

کہ اچانک وہ آ گیا..... اس کے چہرے پر دے، دے، دے، جوش کی سی کیفیت تھی اور یہ کیفیت بھی ہوتی جب وہ مجھے کچھ بتانے کو بے چین ہوتا..... میں نے فورے اس کے چہرے کے بدلنے رنگوں کو دیکھا اور پوچھا۔

”کیا بات ہے شہاب..... تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟“

”ہاں.....“ وہ میری بات ختم ہونے سے قبل بولا۔ ”میں نے اس مسئلے کا حل ڈھونڈ لیا۔“

”اچھا.....“ میں نے تعجب سے پوچھا۔ ”کیا حل؟“

”دیکھو سعد..... تم میری بات فورے سنو..... ہم دونوں یعنی میں اور تم لاہور جائیں گے پھپھو کے گھر..... اور شائل کا ہاتھ پھپھو سے مانگیں گے۔“

”کیا..... کیا؟“ میں چیخ کر حیرت سے بولا۔

”یعنی تم اپنا رشتہ خود مانگو گے؟“

”میں نہیں..... تم مانگو گے میرا رشتہ.....“

”لگ..... کیا..... کیا کہہ رہے ہو..... میں بھلا.....“

میں نے ایسے کام کب کیے ہیں شہاب..... میں حیرت کی انتہاؤں پر تھا۔

”دوستوں کی خاطر وہ کام بھی کیے جاتے ہیں سعد جو بندے نے بھی نہیں کیے ہوتے۔“ شہاب اطمینان سے بولا..... میں ہکا بکا منہ پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی بات کو بڑھاوا دیتے ہوئے بولا۔

”میں نے بہت سوچا سعد..... اور اس نتیجے پر پہنچا کہ پھپھو کوئی غیر تو نہیں ہیں..... ہم انہیں اعتماد میں لے سکتے ہیں..... اس طرح انی اور بابا جان کے سامنے میں شرمندہ ہونے سے بھی بچ جاؤں گا..... اور شائل پر میرے نام کا ٹھپا بھی لگ جائے گا۔“

”لیکن شہاب.....“ میں پریشان سا ہو کر بولا۔

”یہ سب بڑوں کے کرنے کے کام ہیں..... کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے..... یا پھر اگر تمہاری پھپھو نے خالہ کو بتا دیا تو..... تو کیا ہوگا۔ اور میری میرے، امی، ابا تک بھی بات پہنچے گی.....“

”اب تم بات کو الجھاؤ مت.....“ وہ ہنسنے لگا۔

”پھپھو ایسی نہیں ہیں..... تم انہیں سمجھا دو گے کہ یہ معاملہ انی اور بابا جان سے غصہ رہے گا..... ویسے بھی وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں بس تم لاہور جانے کی تیاری کر دو۔“

”اتنی جلدی.....“ میں گڑبڑا کر بولا۔ ”شہاب.....“

ملھنامہ پاکیزہ۔ اپریل 2018ء 164

السلام علیکم

**FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK (ویب سائٹ) ہمیں اپنے بلاگز**

**PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER**

کے لئے ناول رائٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور جج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- [aatish2kx@gmail.com](mailto:aatish2kx@gmail.com)

Facebook ID :- [www.facebook.com/aatish2k11](http://www.facebook.com/aatish2k11)

Facebook Group :- **FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST**

**SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION**



چھوٹے، بڑے کاموں نے کچھ دن معروف رکھا لیکن مجھے ہر آن شہاب کی فکر سنا رہی۔ دوسرے مجھے یہ بھی فکر تھی کہ کہیں پچھو نے شہاب کے گھر میں کچھ نہ دیا ہو..... آخر ہم ان سے ملے بغیر آگے تھے جو سیدھے سجاد بدتمیزی کے زمرے میں آتا تھا لیکن ایسا تو کچھ نہ ہوا لیکن شہاب کے بہت بیمار ہونے کا عندیہ آگیا۔ میں گھبرا کر سب چھوڑ چھاڑ حواس باختہ سا شہاب کے گھر میں کھسا تو اس کی ماں کو روٹا پا کر میرے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے..... اس کی بہنیں الگ ہر اس کی کڑی تھیں۔

”شہاب کو کیا ہوا خالہ؟“ میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

”ہونا کیا ہے بچے.....“ وہ دوپٹے کے پلو سے اپنے آنسو پچھتی ہوئی بولیں۔ ”جب سے لاہور سے آیا ہے..... بس بستر کا ہو کر رہ گیا ہے۔ بخار اس کی جان ہی نہیں چھوڑ رہا۔“

میں خالہ کو کوئی جواب دیے بغیر تقریباً دوڑتا ہوا شہاب کے کمرے میں داخل ہو گیا تو شہاب انوائی کھنٹی لیے بستر پر پڑا تھا..... میں اس کی حالت دیکھ کر سکتے میں آگیا..... وہ بخار میں تپ رہا تھا اور بہت کمزور لگ رہا تھا..... میں نے بے چینی سے اسے آوازیں دینی شروع کیں تو اس نے بڑی دقت سے آنکھیں کھولیں اور خالی خالی نظروں سے مجھے دیکھنا شروع کیا..... میں نے اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ آگ کی طرح جل رہا تھا.....

میں حد سے زیادہ گھبرا گیا اور شہاب کو لے کر فوراً ہسپتال کی طرف دوڑا..... وہاں سارا دن میں اسے نشوں کے پیچھے اور ایک ڈاکٹر سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کے پیچھے دوڑتا رہا، وہ تو بخار سے بے حال تھا میں اسے ویل چیئر پر لے کر کھوسا رہا..... آخر کار ڈاکٹروں نے اسے ایڈمٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا..... رات کو بھی میں اس کی پٹی سے لگا بیٹھا رہا اور خالہ اور خالو کو زبردستی گھر بھیج دیا.....

اس کا بخار کسی طرح نیچے نہیں آ رہا تھا..... رات کے کسی پہر وہ کمزور آواز میں مجھ سے کہنے لگا۔

”مجھے گھر لے جاؤ سعد..... تم جانتے ہو کہ میرا علاج ان ڈاکٹروں کے پاس نہیں..... مجھے گھر میں سکون سے ترے دو.....“ میں اس کی بات پر بھڑک اٹھا۔ پہلے تو اسے خوب بری بجلی سنائیں پھر اسے سمجھانے لگا کہ وہ

ماہنامہ پاکیزہ۔ اپریل 2018ء

میں ٹہل، ٹہل کر بے چینی سے میرا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھا تو لپک کر میرے پاس آیا۔ بے چینی اس کے سارے وجود سے عیاں تھی۔

”کیا ہوا..... پچھو نے کیا کہا؟“ میرے چہرے پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ ہلک کر پیچھے ہٹ گیا اور مردہ لہجے میں بولا۔

”کیا..... کیا..... پچھو نے انکار کر دیا.....“ اور تب میں نے اسے ساری بات بتا دی۔

”نہیں..... ایسا نہیں ہو سکا..... شہاب کی میری ہے صرف میری..... میرے جیتے جی اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا.....“ وہ وحشت زدہ انداز میں بولا۔

”شہاب.....“ میں نے اسے سنبھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔ ”بعض چیزیں قسمت میں نہیں ہوتیں..... شادی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے..... جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں..... شہاب کے ساتھ تمہارا جوڑا اللہ نے نہیں بنایا ہوگا۔“

”بکواس مت کرو.....“ وہ مجھ پر چڑھ دوڑا۔

”اگر اس کا جوڑا خدا نے میرے ساتھ نہیں بنایا تو میرے دل میں اس کی خواہش، اس کی محبت کیوں پیدا کی.....؟ وہ دھاڑ کر بولا۔

”چلو اٹھو..... ہم اسی وقت داپس جا سکیں گے.....“ وہ بیک میں کپڑے ٹھونسنے ہوئے بولا۔

”ہاں شہاب..... لیکن ہمیں پچھو سے تو اجازت لینی چاہیے.....“ میں اسے روکتے ہوئے بولا لیکن اس پر جیسے ایک جنون سا سوار ہو گیا تھا، اس کے چہرے اور آنکھوں کا رنگ لال شرعی ہو گیا تھا۔

”اگر تم نے ٹھہرنا ہے تو ٹھہر جاؤ..... میں اب ایک سیکنڈ بھی یہاں نہیں گزاروں گا۔“ وہ بیک کندھے پر لٹکا کر تیزی سے کمرے سے نکل گیا میں بادل ناخواست اس کے پیچھے، پیچھے پچھو کے کمرے سے نکل آیا۔ سارے راستے میں اسے سمجھا رہا تھا..... اسے تسلیاں دیتا رہا۔ وہ میری باتیں کیا سنتا تو جیسے اپنے حواسوں میں نہیں تھا..... میں اس کی مشق کی شدت دیکھ کر حیران تھا..... وہ ایسا تو نہیں تھا وہ تو ایک مصوم سا اپنے آپ میں مگن رہنے والا بندہ تھا۔

لیکن یہ محبت کیا چیز ہوتی ہے جو بندے کو حال سے بہرہ حال کر دیتی ہے۔ جیسے تیسے سڑک زراور میں اسے اس کے گھر دروازے پر چھوڑ کر اپنے گھر آگیا۔ اماں، ابا کے

ماہنامہ پاکیزہ۔ اپریل 2018ء

کی حیرت میں اضافہ ہو گیا تھا میرا شدت سے دل چاہ رہا تھا کہ میں ساری بات ادھوری چھوڑ کر یہاں سے بھاگ جاؤں..... وہ مجھے اچھی نظروں سے دیکھ رہی تھیں لیکن مجھے بات تو بہر حال کرنی تھی اور ہر حال میں کرنی تھی..... سو میں یہ مشکل خود کو بات کرنے کے لیے آمادہ کرتے ہوئے بولا۔

”پچھو..... شہاب..... دراصل شہاب، شہاب سے شادی کرنا چاہتا ہے۔“ میں اب نظریں نہیں اٹھا رہا تھا میں نیچے گھاس کو گھور رہا تھا..... مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں نظریں اٹھا کر پچھو کو دیکھتا..... لیکن جب پچھو کی خاموشی بہت زیادہ طویل ہونے لگی تو میں نے ڈرتے، ڈرتے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تو ان کا رنگ ہلکی کی طرح پیلا پھلک ہو گیا تھا اور جانے وہ ضیق کی کن منزلوں سے گزر رہی تھیں..... میں نے معاملے کی وضاحت ضروری بھی تو جلدی سے کہنے لگا۔

”دراصل پچھو..... شہاب نے اس ڈر سے اپنے والدین کو نہیں بتایا کہ ابھی اس کی بہنوں کی شادیاں نہیں ہوئیں۔ کہیں اس کے والدین اسے خود غرض نہ سمجھیں کہ بہنوں سے زیادہ اسے اپنی شادی کی فکر ہے جبکہ دوسری طرف اسے یہ خدشہ بھی تھا کہ لا علمی میں آپ کہیں شہاب کا رشتہ نہیں اور نہ ملے کر دیں۔“

”شہاب کے پچھو پانے شہاب کا رشتہ اپنے بھائی کے بیٹے سے ملے کر رکھا ہے..... اگرچہ باقاعدہ منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی لیکن دونوں بھائیوں کے درمیان بات چٹکی ہو گئی ہے..... اور تم جانتے ہو کہ ساری بات زبان کی ہوتی ہے..... یہ بات شہاب کو بھی سمجھا دینا۔“ پچھو میری بات کاٹ کر بولیں۔

وہ مزید کچھ کہنے پنا اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں..... لیکن ان کی بات سے مجھے ایسے لگا جیسے ہم کا گولہ کسی نے میرے سر پر پھوڑ دیا ہو..... میں حواس باختہ سا بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔ میرے وجود نے جیسے جیسے جلتے جلتے سے انکار کر دیا تھا..... میرا دل نہیں چاہ رہا تھا کہ شہاب سے میرا سامنا ہو لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ شہاب سے نہ صرف میرا سامنا ضروری تھا بلکہ یہ کوئین سے زیادہ کمزوری بات بھی اس کے کانوں میں اٹھانی تھی..... اور یہ کام بھی ہی کرتا تھا۔ شہاب کمرے

میں کرسی پر بیٹھی کیونچھیل کر کھارہی تھی انہوں نے نوکر کو ہمیں بلانے کے لیے بھیجا..... شہاب مجھ سے کہنے لگا کہ بس یہی موقع ہے پچھو سے بات کرنے کا..... پچھو اور وہیم اپنے کام کے چلے گئے تھے..... شہاب کا کالج گئی ہوئی تھی..... پچھو تھیں میں لان میں آگیا..... شہاب جان بوجھ کر کمرے میں رہ گیا۔ پچھو میری طرف کیونکی پلیٹ بڑھاتے ہوئے بولیں۔

”اس سال لاہور میں بہت سردی پڑ رہی ہے ورنہ لاہور کا موسم بڑا معتدل رہتا تھا۔“

”جی پچھو.....“ میرا دل دھڑ، دھڑ کر رہا تھا لگتا تھا جیسے دل سینے کے بجائے کانوں میں دھڑک رہا ہو.....

میں مردہ ہاتھوں سے کیونچھیل رہا تھا۔

”شہاب نہیں آیا۔ کیا کر رہا ہے کمرے میں؟“ وہ پوچھنے لگیں۔

”پچھو..... مجھے آپ سے ایک ضروری بات کہنی ہے۔“ میں اپنے دھڑ دھڑکتے دل کو قابو میں کرتا ہوا بولا۔

”ہاں..... ہاں..... کہو.....“ وہ بڑے اچھے موڈ میں کیونکی قاش منہ میں رکھتے ہوئے بولیں۔

”وہ..... میرا مطلب ہے..... مجھے شہاب کے بارے میں کچھ بات کرنی ہے۔“ میں نے دل کڑا کر کے کہہ ہی دیا۔

”شہاب کے بارے میں؟“ وہ بڑی شدت سے چوٹیں.....

”شہاب کے بارے میں کیا بات کرنی ہے؟“ وہ ذرا الجھ گئیں۔

میں کچھ دیر خاموش رہا..... سوچتا رہا..... لیکن بات تو کرنی تھی سو رک، رک کر دیکھنے لہجے میں بولا۔

”وہ..... شہاب شادی کرنا چاہتا ہے۔“

”کیا.....؟“ وہ حیران نظروں سے مجھے دیکھنے لگیں..... پھر بے اختیار فز پڑیں۔

”اب مجھی..... شہاب چاہتا ہے کہ میں اس کی سفارش کر دوں..... بھیا اور بھائی سے..... یہی بات ہے ناں..... وہ مجھ سے اپنی ہی بات کی تصدیق چاہتے ہیں۔“

”نہیں.....“ میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”ایسی بات نہیں ہے۔“

”کیا.....؟“ ان کی ہنسی کو اچانک بریک لگ گیا..... ”اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر کیا بات ہے؟“ ان



”ارے اس نے تو اب ٹھیک ہی ہوتا ہے۔“ وہ چپک کر بولیں۔

”کیا مطلب.....؟“ میں بری طرح چوک اٹھا۔

”ارے..... اس کی پچھو نے فون کر کے کہہ دیا ہے کہ اس نے شائل کا رشتہ شہاب سے طے کر دیا ہے۔ وہ دونوں یہاں آنے کے لیے تیار ہیں۔ شہاب کو یہ خوش خبری سنا دی گئی تو بس..... اس کی پیاری تو ایڑی اڑچھو ہوئی کڑا کر تک حیران ہیں۔“

”کک..... کیا.....؟“ میرے منہ سے مسرت بھری چیخ نکلی اور میں فلفلیں بھرتا ہوا شہاب کے کمرے تک جا پہنچا۔ شہاب واقعی بالکل صحت مند تھا..... مجھے دیکھا تو اپنے بازو پھیلانے میں اس کے بازوؤں میں مسک گیا۔

”دیکھا..... دیکھا میرے جذبوں کی سچائی کو..... اب تو مان گیا ناں میری محبت کو..... سچا پیار کیا ہوتا ہے..... تو سمجھ گیا ناں.....“ وہ میرے کانوں میں دھیرے، دھیرے بول رہا تھا۔

”ہاں..... بالکل سمجھ گیا.....“ میں رندھے ہوئے لہجے میں بولا..... کمرے میں جیسے خوشیاں سمٹ آئی تھیں میں چپکے سے باہر آ گیا اور اسپتال کے لان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر سوچنے لگا۔ شائل کو دیکھ کر میرے دل نے بھی خواب بنے تھے، مجھے پہلی بار معلوم ہوا تھا کہ محبت کسے کہتے ہیں لیکن شاید دوستی وہ جذبہ ہے جو محبت سے زیادہ قوی ہے..... شہاب کی حالت دیکھ کر میں خود اپنی محبت کو بھول گیا اور بس یہ یاد رکھا کہ شہاب کو اس کی محبت دلوانی ہے..... اپنی محبت پر دل ہی دل میں فاتحہ پڑھی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ ایک آنٹی جانے کب سے مجھے دیکھ رہی تھیں مجھے روتے دیکھا تو میرے پاس آ کر پوچھنے لگیں۔

”بیٹا کوئی مر گیا ہے کیا.....؟“

”ہاں آنٹی..... محبت مر گئی ہے۔“ میں نے سر اٹھا کر دکھ سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

اُن کے حیران چہرے پر دوسری نظر ڈالے بغیر میں نے اپنے آنسو پونچھے اور دل میں عہد کیا کہ یہ شائل کی یاد میں میرے آخری آنسو ہوں گے۔

اور ماموں زاد بہنوں کا غلوں اور ساتھ بھی لے گا۔ اور شہاب بڑھا کھسا ہے اسے جلد ہی اچھی جاب بھی مل جائے گی۔ شائل کو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا اس مگر میں..... دوسرے آپ کی ریلیشن شپ بھی اس رشتے سے اور مضبوط تر ہو جائے گی۔“

”لیکن سعد..... شائل کی بات طے ہو چکی ہے اور وہ بھی اس کے تایا کے گھر.....“ پچھو کے لہجے میں گہری تشویش تھی۔ ”تمہارے پچھو کیا مان جائیں گے؟“

”ان کو منانا تو آپ کا کام ہے پچھو..... فی الحال تو مجھے اس خوشی سے سرشار ہونے دیجیے کہ آپ مان چکی ہیں۔“ میں بشاش لہجے میں بولا لیکن ان کے چہرے پر اب بھی تشویش کے آثار تھے اور ان کے ہونٹ آپس میں ایسے بچنے ہوئے تھے جیسے مسکرانے کے فن سے نا آشنا ہوں..... اس دوران نوکر چائے اور دوسرے لوازمات ساتھ لے آیا تو میں نے پیٹ بھر کر ناشتا کیا..... اس دوران پچھو گہری سوچ میں پھنس رہی ہیں، میں نے بھی انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا..... پیٹ پوچا کہ بعد میں نے ان سے اجازت چاہی تو وہ حیران ہو کر بولیں۔

”اتنی جلدی..... ایسی تو آئے ہو.....؟“

”ہاں پچھو..... لیکن شہاب اسپتال میں ہے..... میں خالو کو بخا کر آیا ہوں..... بس آپ میری بات کو پکارتے لیجیے کہ یہ شہاب کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔“

سارے راستے میرا دل اچھے اور برے خیالوں کی آماجگاہ بن رہا تھا..... جانے کیا ہوگا..... میری اس جرات کو پچھو اچھی نظر سے دیکھتی ہیں یا بری نظر سے..... دل میں بہت سے سوچے آتے رہے..... راستہ بھی بہت لمبا تھا سوچوں نے مجھے آدھ موا کر رکھا تھا لیکن جب میں دھڑکتے دل اور لرزے قدموں سے اسپتال پہنچا تو شہاب کی امی سامنے ہی برآمدے میں کھڑی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ لپک کر میرے پاس آئیں..... ان کا چہرہ مارے خوشی کے چمک رہا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ دبے دبے جوش سے بولیں۔

”کہاں غائب ہو گیا تھا تو..... شہاب بار، بار تجھے یاد کر رہا ہے۔“

”کیا شہاب..... میرا مطلب ہے..... کیا ہے وہ.....؟“ میں گھٹکیا کر بولا۔

پچھو کو خبر کرنے چلا گیا..... کچھ دیر بعد پچھو آگئیں۔ ”سعد..... تم.....؟“ ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ چکی تھیں۔ ”شہاب کہاں ہے؟ وہ تمہارے ساتھ نہیں آیا۔“

”پچھو..... شہاب بہت بیمار ہے.....“ میں پھوٹ، پھوٹ کر روتے ہوئے بولا..... ”وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔“

”کک..... کیا.....؟“ پچھو کا چہرہ یک بیک ہلکا پڑ گیا..... ان کے ہونٹ لرزنے لگے۔ ”کیا کہہ رہے ہو؟“

”میں سچ کہہ رہا ہوں پچھو..... وہ اسپتال میں ایڈمٹ ہے۔ ڈاکٹر زکونی امید افزا بات نہیں کر رہے۔“

”نہیں سعد نہیں..... اس بات کہو.....“ وہ رو کر بولیں۔ ”میرے بھائی کے آگھن کا پھول ہے وہ..... بھائی، بھائی کی امیدوں کا مرکز ہے..... ان کے بڑھاپے کا سہارا ہے۔“ میں اور پچھو جب جی بھر کر رو پکے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا۔

”لیکن شہاب اتنا اچانک کیسے اس قدر سیریس بیمار ہو گیا.....“ ان کی ہیکلی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

”پچھو..... آپ کے جواب نے اس سے زندہ رہنے کی امنگ چھین لی۔“ میں کوئی کئی لمپنی رکے بغیر بولا۔

”مم..... میرا جواب؟“ وہ اب بھی حیران پریشان تھیں۔

”ہاں پچھو..... وہ شائل کو بے اندازہ چاہتا تھا۔ وہ کسی اور کی ہو جائے..... یہ وہ برداشت نہ کر سکا..... اور بستر کا ہو کر رہ گیا۔ پچھو.....؟“ میں صوفے سے اٹھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

اپنی جان کو ایک لڑکی کے پیچھے گموارہا ہے، آخر وہ اتنا گنہگار کیسے پڑ گیا..... وغیرہ..... وغیرہ۔

وہ آنکھیں بند کیے میری باتیں میری ہمتیں سن رہا اور اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں بولے، بولتے تھمک گیا تو خود ہی چپ ہو گیا۔ لیکن میں نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا تھا اور اگلے دن اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔

اگلے دن میں نے شہاب کی دیکھ بھال کے لیے خالو کو بلایا اور خود ایک ضروری کام کا بہانہ بنا کر اسپتال سے نکل آیا..... اسپتال سے نکل کر میں سیدھا ریلوے اسٹیشن گیا اور لاہور جانے والی ٹرین کے لیے ٹکٹ لے لیا۔ میرے کپڑے پلٹتے تھے، جب میں پیسے بھی کم تھے لیکن میں گھر جانے کا تردد کر کے وقت ضائع نہیں کر سکتا تھا سو میں نے کسی بات کی پروا نہیں کی..... بھوک بھی لگی تھی کل سے ایک نوالہ تک میرے منہ میں نہیں گیا تھا..... دراصل شہاب کی حالت دیکھ کر میری اشتہا ہی ختم ہو گئی تھی..... اب ٹرین کے باہر پائیوں کی ٹنگ، ٹنگ اور پرائیوں کی سونڈھی، سونڈھی خوشبو نے مجھے احساس دلا دیا تھا کہ میرا پیٹ بالکل خالی ہے لیکن میں اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ جب میں جو تھوڑے بہت پیسے تھے وہ ناشتے پر لانا دیتا سول مسوس کر رہ گیا..... ٹرین اب روانہ ہوئی..... میں کب اس میں بیٹھا اور کب ٹرین لاہور پہنچی..... مجھے اپنی پریشانی میں پتا ہی نہیں چلا..... لیکن جب میں نے رکشے والے کو پیسے دے کر فارغ کیا اور پچھو کے کٹ کے سامنے رکا تو گھبراہٹ اور پریشانی نے مجھے بری طرح اپنے گھیرے میں لے لیا۔

”کیا پتا پچھو میری بات نہ سمجھیں اور مجھے دیکھ دے کر نکال دیں تو شہاب کی زندگی کی کیا ضمانت ہوگی اگر پچھو نہ مائیں تو..... کیا میرا عزیز از جان دوست مر جائے گا.....“ میرا دل جیسے کسی نے زور سے دبوچا..... اس خیال کے ساتھ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور قدم لڑکھڑانے لگے..... میں نے خود میں ہمت پیدا کی اور اٹھامی گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا۔ کچھ وقفے کے بعد نوکر باہر آیا تو میں نے کہا۔ ”مجھے پچھو سے ملنا ہے۔“ نوکر مجھے پہچان گیا ابھی کچھ دن پہلے تو ہم رہنے کے لیے آئے تھے..... وہ سیدھے حال لاؤنج میں بٹھا کر